

متفقی بین الاقوامی ایجادنا کام ہوگا!

ملک کو کمزور کرنے کا منصوبہ مکمل طور پر کھل کر سامنے آچکا ہے۔ غیر متعصب تجزیے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکستان کے خلاف بین الاقوامی ایجادنا کیا ہے۔ عرض وطن کو محض نحیف کرنا ہی مقصد نہیں بلکہ ایسے لگتا ہے کہ اصل عزم اُسکی جغرافیائی ساخت کی تبدیلی ہے۔ یعنی اسے چند حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس منصوبہ بندی کی طرف جاؤ۔ ایک اور نکتہ سامنے لانا بے حد ضروری ہے۔ ملک کو ٹوٹنے سے بچانے کیلئے صرف ایک منظم طاقت موجود ہے اور وہ ہے فوج اور ہمارے چندریا سی ادارے۔ درست ہے کہ ستر سال کی تاریخ میں دفاعی اداروں سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ ہمایہ سے بھی بڑھ کر غلطیاں۔ مگر موجودہ حالات میں اسکے علاوہ کوئی دوسرا ادارہ نہیں ہے جو ملک کی سلامتی کا ضامن بن سکے۔

نقചان پہنچانے والے عزم کو پورا کرنے کیلئے بین الاقوامی طاقتیں تو خیر موجود ہیں ہی، مگر چند ملکی سیاستدان، دانشور، سیاسی اور غیر سیاسی جماعتیں اس کھیل میں شامل ہو چکی ہیں۔ عرض کرتا چلوں کہ محض دعاوں اور استغفار سے بڑے نقചان کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس وقت حب الوطنی سے لبریز ہو کر ان عناصر کی بخش کنی ضروری ہے۔ جواب ہمارے لیے بوجھ بن چکے ہیں۔ اس صورتحال کو سمجھنے کیلئے چند سوالات اٹھانے ضروری ہیں۔ صرف اسلیے کہ مکنہ حادث کے نقشہ کو سمجھا جائے اور پھر اس سے بچا جائے۔ پاکستان نے امریکہ اور دیگر طاقتوں کے ساتھ تعلقات بہتر کرنے کیلئے واشنگٹن میں لابی کرنے والی فرم کو کیوں نہیں رکھا؟ یہ انتظام دنیا کی ہر حکومت کرتی ہے اور آج بھی کر رہی ہے۔ مگر انتہائی پرده پوشی سے کسی بھی اہم کمپنی سے معاہدہ نہیں کیا گیا جو ہمارے معاملات دنیا کے اہم ممالک سے بہتر بنو سکتی تھی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ پورے ملک کو بین الاقوامی سطح پر اکیلا کرنے کی کوشش خود ہماری سیاسی حکومتوں نے کی۔ اگر یقین نہیں آتا تو خود تحقیق کر لیجئے۔ آپ حیران رہ جائیں گے کہ وہ کام جو دنیا کی ہر حکومت اپنے قومی مفاد میں کرتی ہے۔ اسے ہمارے سیاستدانوں نے مکمل طور پر رد کر ڈالا۔ اسکی بالآخر کیا وجہ تھی۔ اس سوال کا جواب ہر صورت پوچھنا چاہیے۔ پوچھنا یہ بھی ضروری ہے کہ کس کے کہنے پر ساڑھے چار سال وزیر خارجہ متعین نہیں کیا گیا۔

دوسری بات یہ کہ حسین حقانی جیسے پاکستان مخالف انسان کو امریکہ میں پاکستان کا سفیر کیوں مقرر کیا گیا۔ بالآخر کیا وجہات تھیں جنکی بدولت ایک ایسے شخص کو جو ہر فرم پر پاکستان کے متعلق ہرزہ سرائی کرتا ہے، اسی کو ہمارے قومی مفادات کا نگہبان بنادیا گیا۔ یہ نہیں کہوں گا کہ وہ کوئی لاپرواہ یا نالائق انسان ہے۔ میری نظر میں انتہائی ذہین اور فطیین شخص ہے۔ مگر موقعہ شناسی کے اس جادو گروں نازک عہدے پر تعینات کرناحدب رجہ ملک دشمنی کی علامت تھی۔ کبھی کسی کی ذات پر بات نہیں کی۔ مگر یہ شخص مکمل طور پر ابن الوقت شخص ہے۔ پیپلز پارٹی کے عروج میں موصوف نے محترمہ بینظیر بھٹو کی ایک خاتون معتمد کی بہن سے شادی کر لی۔ صرف اسلیے کہ رشتہ کو سیڑھی کے طور پر استعمال کر سکے۔ یہی ہوا۔ جیسے ہی پیپلز پارٹی زیر عتاب آئی، فوری طور پر طلاق ہو گئی کیونکہ مقصد پورا ہو چکا تھا۔ موصوف نے پھر آصف زرداری صاحب کو قابو کیا۔ انہیں بھی ایک ہوشیار بندے کی ضرورت تھی۔ لہذا قربتیں بڑھ گئیں۔ موصوف نے دوسری خانہ

آبادی بھی اسی نظریہ سے کی۔ آگے کچھ نہیں لکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس تعلق سے میدیا کے معتبر گروپ کو قابو کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ کوشش کامیاب بھی ہوئی۔ پرسوال وہیں کا وہیں ہے۔ حسین حقانی جیسا "مرغ بادبان" ہمارے قومی مفادات کے تحفظ پر کیونکر رضامن بنادیا گیا۔ یہ سوال میموجیٹ کی صورت میں قوم کے سامنے آیا۔ اس پر سپریم کورٹ کا فیصلہ ضرور ہونا چاہیے۔ مگر دفاعی اداروں کو بھی سوچنا چاہیے کہ انکی موجودگی میں یہ شخص قومی مفادات میں نق卜 لگانے میں کیسے کامیاب ہوا۔ انہیں اس بات کا بھرپور تجزیہ کرنا چاہیے۔

دفاعی اداروں کی دس برس سے یہ پالیسی کہ سیاست میں جو کچھ بھی ہوتا ہے، وہ اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔ سوچنا چاہیے اس پالیسی سے کیا فائدہ ہوا اور کیا نقصان ہوا۔ قطعاً عرض نہیں کر رہا کہ فوج کو مارشل لاءِ لگانا چاہیے۔ بات صرف یہ ہے کہ پوری دنیا میں دفاعی ادارے، ملکی سلامتی کے مسائل پر سیاسی حکومتوں کو مشورے دیتے ہیں۔ نازک ترین امور میں اپنی بات منواتے ہیں۔ مگر دس برس میں ایسا ہوتا ہوا کم دکھائی دیتا ہے۔ اگر فوج، بدنظامی، مہیب کرپشن اور مکمل سیاسی منفی جھوٹ کو موقع پر ختم نہیں کر پائی تو بے حد سوالات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر انکی ناک کے نیچے یہ سب کچھ کیسے ہوتا رہا۔ اس پر انتہائی سنجیدہ مکالمہ یا بحث ہونی چاہیے۔ دوبارہ عرض کروں گا کہ دفاعی اداروں کو حکومتی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ مگر یہ بات واضح ہو جائے کہ فلاں بڑایا چھوٹا سیاستدان ملک کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ دولت لوٹ کر بیران ملک جمع کروارہا ہے تو تاخیر کیوں؟ آخر کون، اس ظلم کو روک سکتا ہے۔ کیا کوئی سرکاری افسر یا مقتندر طبقے کا شخص اپنے ذاتی فائدے کے برخلاف بات کریگا۔ سوچ گا بھی نہیں۔ ملیشیا، ساؤ تھ افریقہ، کینیا، انڈن، امریکہ، فرانس، اٹلی اور دیگر محفوظ مالی پناہ گاہوں میں لوٹا ہوا پیسہ جاتا رہا اور سب سے طاقتور ادارہ دیکھتا رہا۔ آخر کیوں؟ یہ طریقہ عمل بھی حیران کن ہے۔ دفاعی اداروں کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا ادارہ نہیں جو ایسا سوچے یا کرنے کی ہمت کرے۔ خراب خدا، عدالت کا بھلا کرے جنہوں نے انتہائی دلیری سے کام لیکر مضبوط لوگوں پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی ہے۔ یہ بھی اچھا قدم ہے کہ نیب بھی جزوی طور پر فعال ہو چکا ہے۔ مگر نیب میں بھی تطھیر کی اشد ضرورت ہے۔ چیز میں نیب ایک سنجیدہ انسان ہے۔ لازم ہے کہ وہ اپنے ادارے کے اندر بھی راست اقدام کریں گے اور کرنے بھی چاہیے۔

آگے چلیے۔ بلوچستان میں طویل عرصہ گزرانے کے بعد، اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہاں کے مسائل حل نہ ہونے کی اصل وجہ وہ مسائل کی کمی ہے اور نہ ہی افرادی قوت کا مسئلہ ہے۔ حد درجہ لاٹ افسروں اور الہماکروہاں دوسرے صوبوں کی طرح موجود ہیں۔ جو ہری نکتہ وہاں پر مہیب ترین کرپشن کا ہے۔ وہاں سڑکیں نہیں بنتیں۔ پیسہ سیاستدانوں کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی انکو ائمہ یا آڈٹ کروانے کی جسارت کرے تو قتل کرنے کی دھمکیاں ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ مالیاتی کرپشن اور کسی سطح سے لیکر پھلی سطح تک موجود ہے۔ خیر دوسرے صوبوں میں بھی یہی پوزیشن یہی ہے۔ مگر وہاں یہ نہیں ہوتا کہ وزیر اعلیٰ دو دو مہینے صوبائی دارالخلافہ میں آنے کی زحمت ہی نہ کرے۔ بلوچستان میں متعدد وزراء اعلیٰ ایسے گزرے ہیں جو اسلام آباد میں رہتے تھے اور ریموٹ کنٹرول سے صوبائی حکومت چلاتے رہتے تھے۔ انکی غیر موجودگی اور عدم دلچسپی سے صوبے کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ بلوچستان کا ایک سابقہ وزیر اعلیٰ، اسلام آباد میں تین تین ماہ اسلیے رہتا تھا کہ وہاں کی چوڑی سڑکوں پر ہیوی موڑ سائیکل چلانا بہت آسان اور مزید ارشغل تھا۔ وزیر اعلیٰ

صاحب، ہیلمٹ پہن کر شام کو ایک ہزار سی کی موڑ سائیکل پر اسلام آباد کی ٹھنڈی ہوا کا لطف اٹھاتے تھے۔ کیا آپ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ ایک سابقہ وزیر اعلیٰ، بلوچستان کے ایک ضلع کو پانی فراہم کرنے کیلئے ایک سے ڈیڑھ کروڑ روپے روزانہ وصول کرتا تھا۔ بلوچستان کی ترقی میں اصل رکاوٹ وہاں کا مقید ربط ہے۔ جو اس صوبے کے نام پر زیادہ سے زیادہ وسائل لیتا ہے اور پھر کسی قسم کا حساب نہیں دینا۔ جو پیسٹری نہیں کھاتا، بلکہ پوری بیکری ہڑپ کر جاتا ہے۔ عوام کو یہی کہتے ہیں کہ وفاق ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ ہمارا حق غصب کیا جا رہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ لوگوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور انکے اندر وفاق کے خلاف نفرت کا لاوا پھلتا ہے۔ اس نفرت کو انڈیا، افغانستان اور دوسری بڑھاوا دیتے ہیں۔ اسی طرح نوجوان کو غلط طرف لگایا جاتا ہے۔ علیحدہ وطن کی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ صورتحال کی اصل وجوہات معلوم کرنے کے بعد وہاں دیانتدار اور متحرک سیاسی قیادت کو آگے لانا چاہیے اور اس طرح کے لوگ وہاں موجود ہیں۔ اس سے آگے بڑھیے۔ صوبوں کے وزراء اعلیٰ کے درمیان وفاقی حکومت میں تفریق کے عمل نے معاملہ بے حد بگاڑ دیا ہے۔ خیر اس پر گزارشات پھر بھی سہی۔ الیہ یہ ہوا کہ سویلین حکومتوں نے ہی سویلین حکومتی اداروں کو بر باد کر دالا ہے۔ ایک بھی ایسا سویلین ادارہ نہیں جو میرٹ پر کام کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ دونہر لوگوں کو ایک مخصوص حکمتِ عملی کے تحت سویلین اداروں کے اندر بندر بانٹ پر لگایا گیا ہے۔ یہ بگاڑ ٹھیک کرنا قطعاً مشکل نہیں۔ سرکاری ملازم جس مرضی بڑے گریڈ کا ہو، اندر سے کمزور ہی ہوتا ہے۔ حکومت تبدیل ہونے کے ساتھ ہی یہ سابقہ حکمرانوں سے رابطہ توڑ کرنے زمینی خداوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں ایک لمحہ نہیں لگاتا۔

بین لا قوامی سطح پر ہمیشہ یہ سوال اٹھانا چاہیے کہ داعش کو ہماری شمالی سرحدوں پر کون لایا ہے۔ کس طرح وہ روز افغانستان سے نکل کر ہمارے ملک میں دہشت گردی کی وارداتیں کر رہے ہیں۔ خیر یہ تو ہمارے دفاعی اداروں اور پولیس کی ہمت ہے کہ ان سیاہ کاروں کو کامیابی نصیب نہیں ہو رہی۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اسرائیل، کم فاصلے کے ایٹھی ہتھیار، ہندوستان کیوں مہیا کر رہا ہے۔ مقصود، صرف اور صرف ہمیں نقصان پہنچانا ہے۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ کیا اس طرح کے نازک حالات میں جو عناصر ملکی دفاعی اداروں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ محب وطن ہیں؟ کیا ملکی سلامتی کے ضمن افراد کی قربانیوں کو نظر انداز کر کے منفی باتیں کرنا غداری کے ضمرے میں نہیں آتا؟ کیا یہ تمام افراد تنے معمول ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ وہ ملک کو تقسیم نہیں بلکہ توڑنے کے بین الاقوامی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ نہیں صاحب، یہ لوگ قطعاً قطعاً معمول نہیں! خیراب تو عام لوگوں کے سامنے بھی انکے اصل چہرے آچکے ہیں۔ یہ اپنی سازش میں کامیاب ہو رہی نہیں سکتے۔ کیونکہ عام آدمی انکی نیت کو سمجھ چکا ہے!

رأو منظر حیات